معارف الحدیث

مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ

اعمال کا مدار نیّتوں پر ہے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِلٰى اِمْرَاَةٍ يَّنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ نے فرمایا اعمال کا تعلق تو نیتوں سے ہے ہر شخص وہی کچھ پائے گا جو اس کے دل میں ہے۔ سو جس نے ہجرت دنیوی مقصد کے پیش نظر کی یا اس لئے مہاجر بنا کہ کسی عورت سے شادی کر لے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اس کی ہجرت اُسی کام کے لئے ہوگی۔

حدیث اعمال اور ترجمۃ الباب امام بخاری مختلف ابواب و فصول کے ماتحت احادیث کے اندراج میں عجیب جودت و جدت کا اظہار فرماتے ہیں۔ بسا اوقات ایسی احادیث لے آتے ہیں، بظاہر جن کا ترجمۃ الباب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا یا ذہن آسانی سے ادھر منتقل نہیں ہو پاتا۔ غور و فکر سے البتہ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری کوئی باریک اور جامع بات کہنا چاہتے ہیں۔ ان کے پیش نظر کچھ معارف و نکات ہیں جن کو سمجھانا چاہتے ہیں مگر وقت کا فقہی ذوق انہیں مجبور کرتا ہے کہ تبویب کا جو انداز متعارف ہے وہ قائم رہے اس لئے ایسے نوادر و مصالح حکمیہ کے لئے بجائے الگ باب و عنوان قائم کرنے کے سیاق حدیث ہی میں جگہ پیدا کر لیتے ہیں۔ حدیث اعمال اسی قبیل سے ہے آپ دیکھیں گے کہ اس کے بعد کی تمام احادیث کا تعلق وحی کی مختلف کیفیتوں سے ہے اور اس کے بعد پوری کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بوقلموں جلوہ فرمائیوں کا تذکرہ ہے۔ دو باتیں یہاں ذہن میں آتی ہیں۔ ایک یہ کہ امام بخاری کا مطلب اس حدیث کے اندراج سے یہ ہے کہ طالب حدیث یہ جان لے کہ احادیث رسولؐ کی یہ چمن آرائی و دلآویزی صرف انہی لوگوں کے حسن مذاق کی تسکین کا سامان پیدا کر سکے گی جو اس کا مطالعہ خلوص و عقیدت سے کریں گے اور ان احادیث کو اس لئے پڑھیں گے تاکہ اپنی زندگی

کو ان سانچوں میں ڈھال سکیں ۔ لہٰذا حدیث کے مطالعہ و درس سے پہلے، طالب سنت کو اپنے مقصد و ارادہ کی تصحیح کر لینی چاہیے ۔

دوسری بات یہ کہ حدیث کی یہ پوری کتاب دراصل ترجمانی ہے ۔ آنحضرت کے اسوۂ پاک کی، اور اسوۂ پاک کی ساری عظمت صرف اس حقیقت میں منحصر ہے کہ آپ کی زندگی کے کسی گوشہ میں ریاکاری و تصنع کا وجود نہیں ۔ زہد و عبادت کے نازک مسائل سے لے کر عادات و اخلاق تک کی تمام باریکیوں تک، آپ کو کسی مقام پر یہ محسوس نہیں ہوگا کہ کوئی ادا یا کوئی بات ایسی ہے جس کو موقع و مقام کی مناسبتوں کے پیش نظر محض دکھاوے کے لئے اختیار کیا گیا ہے جو کچھ ہے واقعی حقیقی ہے ۔ آپ کی زندگی میں کئی مواقع ایسے آئے ہیں جہاں اگر آپ چاہتے تو ایک خاص طرز عمل اختیار کر سکتے تھے اور شاید وقتی مصلحتوں کے اعتبار سے وہ موزوں بھی ہوتا مگر آپ نے ایسا نہیں کیا ۔ اس کی مثالیں اور تفصیلات آگے آئیں گی ۔ جن سے آپ کو آنحضرت کی بلندیوں کا صحیح صحیح اندازہ ہو سکے گا ۔ امام بخاری کی غرض بھی یہی ہے ۔ وہ اسی لئے اس حدیث کو اس سیاق میں لائے ہیں تاکہ آنحضرت کی زندگی کو جانچنے اور پرکھنے کے لئے آپ کے ہاتھ میں ایک معیار اور کسوٹی ہو ۔ آپ اس کسوٹی سے اسوۂ پاک کی تمام ان جزئیات کی صحت کا جائزہ لے سکیں جو صرف اس ایک حدیث سے

حدیث اعمال کی اخلاقی حیثیت ان فقہی تفریعات مسائل سے قطع نظر جو صرف اس ایک حدیث سے ترتیب پاتے ہیں ۔ دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ اس میں ایک اخلاقی اصول مضمر ہے اس میں انسان کی عملی زندگی کے لئے ایک بلند تر معیار پیش کیا گیا ہے ۔ عام طور پر مذاہب و اخلاق کے مختلف مدرسوں نے خیر و شر کی بحث کرتے ہوئے صرف اعمال کے ظواہر پر نظر رکھی ہے اور صرف قشر و جلد کو دیکھا ہے اس لیے قدرتاً نیکی و برائی کے لئے انہوں نے اعمال کی ضخامت و حجم یا ان کے نتائج و عواقب کو کسوٹی قرار دیا ہے اس سے قطعی بحث نہیں کی کہ اعمال کے اس باطنی شعور کو ٹٹولا جائے اور انسان کے دریچۂ دل میں جھانک کر دیکھا جائے کہ خود اس کے نزدیک اعمال کن محرکات کا نتیجہ ہیں ۔ اس نقطۂ نظر کا نتیجہ یہ ہوا کہ اخلاقیات کو عملی زندگی میں کوئی مضبوط اساس نہ مل سکی اور وہ محض ایک خیال ہو کر رہ گئے ۔

اس حدیث میں جس باطنی شعور اور بلند تر اخلاقی اساس و معیار کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ اخلاص ہے یعنی یہ جذبۂ نہاں کہ آپ کے اعمال کا سارا کارخانہ اللہ تعالٰی کی خوشنودی کے قصد و ارادہ سے قائم ہے اور اس میں ریاکاری اور دکھاوے کو کوئی دخل نہیں ۔ یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ اعمال کا ظاہری رنگ و روغن حسن نہیں اصل حسن اخلاص میں ہے یہاں دل کی دنیا

میں اگر اس کا دور دورہ ہے تو پوری عملی زندگی مرقع ہے ورنہ بڑے سے بڑا عمل محض بے کار۔

"الاعمال" کے مقابلہ میں "نیات" کو بصورت جمع کیوں لایا گیا ہے؟

اس میں یہ حکمت پنہاں ہے کہ ہر ہر عمل کے لئے اس کے شایانِ شان نیت کی ضرورت ہے یعنی عمل جس قدر بڑا اور نصب العین جس نسبت سے عظیم ہوگا اسی انداز سے نیت و قصد میں عظمت و استواری پیدا کی جائے گی اتنا ہی اسے ریا کے شائبوں سے جدا رکھا جائیگا اور اسی نسبت سے اسے عزم و اذعان کی ضرورتوں سے بہرہ مند کیا جائیگا۔

ایک نفسیاتی شبہ اور اس کا جواب

یہ مان لینے کے بعد بھی کہ عمل سے پہلے نیت کا تزکیہ اور ارادے کی تطہیر ضروری ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قلب و دماغ کے وساوس و خطرات کب ہمارے اختیار میں ہیں؟ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم قلب و دماغ کو پوری یکسوئی کے ساتھ ایک راستہ پر ڈال دیں اور اسے ریا و سمعہ کی پگڈنڈیوں پر ادھر ادھر نہ بھٹکنے دیں۔ یہ تو البتہ ہمارے قابو کی بات ہے کہ ہم اخلاص و حسنِ نیت پیدا کرنے کیلئے پوری پوری کوشش کریں اور ہر کام کے لئے صرف اللہ کی خوشنودی کو اپنے سامنے رکھیں مگر یہ بات قطعی ہمارے بس میں نہیں کہ دل و دماغ کی فطرت کو بدل دیں اور اسے مجبور کریں کہ ایک وقت میں وہ صرف ایک ہی خیال و داعیہ سے متاثر ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام انسان کی اس بیچارگی و بے لبسی کو پہچانتا ہے حدیثؐ کا یہ منشا نہیں کہ کوئی کام کرتے وقت آپ کا دل تجرید کی اس کیفیت سے بہرہ مند ہو کہ ریاکاری و دنیا طلبی کا کوئی جذبہ کسی مقدار میں دل میں موجود نہ ہو بلکہ صرف یہ ہے کہ عمل کا اصلی محرک، داعیہ غالب، قصد راجح جس سے متاثر ہو کر آپ کوئی قدم اٹھاتے ہیں۔ اس کی بنیاد اخلاص پر ہو۔ باقی رہی نفس کی کشاکش، تو یہ قدرتی ہے اس کے لئے آپ سے باز پرس نہیں۔

الاسلام ڈائری ۱۹۹۰ء

الاسلام ڈائری جو ۱۹۸۳ء سے باقاعدگی کے ساتھ شائع ہو رہی ہے اور اس کا حلقہ بحمداللہ ہر سال بڑھ رہا ہے۔ اور اسے خوب سے خوب تر بنانے کیلئے کوشاں ہیں اب ۱۹۹۰ء کی ڈائری زیر ترتیب ہے۔ احباب اپنے کاروباری، دینی، تنظیمی اشتہارات اور ضروری معلومات جلد بھجوائیں تاکہ ڈائری بروقت آپ کے ہاتھوں تک پہنچ سکے۔

پیشگی قیمت ۳۲ روپے عام قیمت ۵۰ روپے

ادارہ الاسلام ڈائری ۵۰، لوئر مال لاہور / فون ۷۲، ۵۴۰-۲